⊙ عبدالوحید

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

⊙⊙ ڈاکٹر صفدر رشید

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

انگریزی ناول "Memories of my Melancholy Whores" اور اس کے اُردو ترجمے ''اپنی سوگوار بیسواؤں کی یادیں'' کا نظریۂ مکرر تحریر کی روشنی میں ایک متضاد تجزیہ

Abstract:

Gabriel Garcia Marquez is one of the most read writers in the world.His novel ‘Memoria de mis putastristas’ was originally published in Spanish in 2004, with an English translation titled as ‘Memories of My Melancholy Whores’. This novel was also translated in Urdu by Muhammad Umer Memon. This study chooses the English work and its Urdu translation for ‘Contrastive Research’ theory by Andre Lefevere. This study analyses the difference between the theory and poetics of the two and the impact of social ideology on that. The understanding about the characters of the novel creates a language difference between the two versions. An analysis of the two versions in the light of the theory of rewriting provides a completely new approach to the study of translation of the novel. Translation studies are no longer confined to the linguistic level, but to the macro level such as culture and society.

Keywords:

Gabriel Garcia Marquez, Novel, novel ‘Memoria de mis putastristas’, Translation, Contrastive, 'Memories of My Melancholy Whores’

تعارف(Introduction):

اس ناول کا عنوان ہی چونکا دینے والا ہے: ''میموریز آف مائی میلانکولی ہورز''۔اسے ناول کی بجائے ناولا کہنا زیادہ مناسب ہوگا، کیونکہ یہ محض ۱۲۸صفحات پر مشتمل ہے۔اور اپنے موضوع نیز تکنیک کے اعتبار سے بھی اسے ایک مختصر ناول کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔یہ ایک ایسے دانشور صحافی کی داستان ہے جو نوے سال کی عمر خیریت سے گزر جانے کے بعد لمبی عمر حاصل کرنے کے اعزاز میں خود کو ایک تحفہ دینا چاہتا ہے اور وہ تحفہ یہ ہے کہ اس رات وہ کسی کنواری دوشیزہ کے ساتھ عیش کرے۔اس خواہش کی تکمیل کے لئے وہ ایک پرانی طوائف جو غیر قانونی طور پر چکلا چلاتی تھی، کو فون کرتا ہے۔وہ پرانی طوائف اس کے لیے ایک نوخیز لڑکی کا انتظام کر دیتی ہے، مگر یہ بھی تاکید کر دیتی ہے کہ اگر لڑکی سو رہی ہو تو اسے اٹھایا نہ جائے۔ناول کا مرکزی کردار وہ صحافی ایسا ہی کرتا ہے، مگر تمام رات لڑکی کو سوتا دیکھتے دیکھتے اچانک اسے لڑکی سے بے پناہ محبت ہو جاتی ہے۔زندگی میں پہلی بار سچی محبت۔یہ شخص وہ ہے جو اپنی عمر کے پچاس سال پورے کرتے کرتے پانچ سو چودہ عورتوں سے مباشرت کر چکا تھا اور نوے سال کی عمر میں اب جب موت کبھی بھی اس کا دروازہ کھٹکھٹا سکتی تھی، وہ ایک چودہ سالہ معصوم لڑکی کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا۔یہ المناک بھی تھا اور مسرت انگیز بھی۔اور یہاں اس کے دکھ اور سکھ دونوں ہی روحانی حیثیت اختیار کر چکے تھے۔اس کے بعد ناول میں ایک معمولی سا ڈراما پیش آتا ہے، جس میں اس بات کرہ کو وہ پرانی گھاگ طوائف کسی گاہک کو پیش کر دیتی ہے۔اس کے باوجود اسکالر صحافی کی محبت کم نہیں ہوتی اور پھر ایک سال گزر جانے کے بعد بوڑھے دانشور کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکی بھی اب اس سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔اس سے زیادہ اسے کچھ نہیں چاہیے۔وہ اپنی ہر شے لڑکی کے نام کر دیتا ہے۔وہ اب اکیانوے سال کا ہے اور یہی اس کی اصل زندگی ہے۔

درحقیقت، گابرئیل گارشیا مارکیز(۱) دنیا کے سب سے زیادہ پڑھے جانے والے ادیبوں میں شامل ہے۔بے رحم، تلخ، سنگین حقیقت اور خیال و تصور کے جادو کو ایک ساتھ گوندھ کر وہ ایسی معجزاتی کہانیاں تخلیق کرتا ہے جن میں یہ نہیں پتہ چلتا کہ حقیقت کہاں سے شروع ہوتی ہے اور جادو کہاں ختم ہوتا ہے۔اس کے اس ناول ''میموریز آف مائی میلانکولی ہورز'' پر یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ ناول میں نوے سال کے بوڑھے کا چودہ سال کی نابالغ بچی کے ساتھ سیکس کرنے کا ارادہ اور کوشش بھی غیر اخلاقی ہے۔اور نابالغوں کے جنسی اور جسمانی استحصال کو عوام میں قابل قبول بنانے میں ایک محرک کا کام دیتا ہے۔اصل میں اس ناول پر جو بھی اعتراضات ہوئے ہوں، مگر بنیادی طور پر تنہائی ہی اس کا موضوع ہے اور انسانی دردمندی کا گہرا رنگ اس پر غالب ہے۔اور یہ بھی درست ہے کہ اس ناول نے قارئین کے محسوسات کو ابھارا اور بے شمار موافق و مخالف تبصرے وصول کیے۔انھیں عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے محمد عمر میمن نے اس ناول کا ترجمہ ''اپنی سوگوار بیسواؤں کی یادیں'' کے نام سے اردو میں کیا ہے، جنھوں نے اردو افسانوں کے کئی مجموعے انگریزی میں منتقل کیے ہیں اور اسی طرح کئی انگریزی ناولوں اور کتابوں کو بھی اردو قالب میں ڈھال کر بین الاقوامی ادب کو اردو میں متعارف کروایا۔جس کی وجہ سے اردو دنیا بھی ان بہترین ناولوں سے لطف اندوز ہوئی۔اور یہ ترجمہ شدہ ناول اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اس سے پہلے کہ آندرے لیفیور کے نظریہ مکرر تحریر کی رو سے مذکورہ بالا ناول اور اس کے اردو ترجمے کا متضادانہ تجزیہ (contradictory analysis) کیا جائے، بہتر ہوگا کہ ان رجحانات کا جائزہ لیا جائے جن کے تحت مختلف ادوار

میں ترجمے کا مطالعہ کیا جاتا تھا۔ درحقیقت، ستر اور اسی کی دہائیوں نے ترجمے کے نظریات میں بہت سی انقلابی تبدیلیاں دیکھیں۔اس سے قبل لسانیاتی تحقیق کے دور میں ترجمے کی تحقیق میں تین رجحانات اہم تھے:

۱۔ ترجمے کا مطالعہ تجویزی نقطۂ نظر (Prescriptive point of view) سے کیا جاتا تھا۔

۲۔ ترجمے پر اثر انداز ہونے والے تاریخی، سماجی، نفسیاتی اور دیگر بیرونی عوامل سے صرفِ نظر کیا جاتا تھا۔

۳۔ ترجمے کی اکائی حرف، جملہ (phrase) یا زیادہ سے زیادہ ایک فقرہ (clause) تھی۔

اسی کی دہائی میں ترجمے کے کچھ محققین نے ضرورت محسوس کی کہ ترجمے کو محض لسانیاتی رنگ میں دیکھنے کے بجائے خالصتاً بین الثقافتی روپ میں دیکھا جائے۔ چنانچہ ایسی تحقیقات سامنے آئیں جن میں کسی متن کے لسانی جائزے کے بجائے اس کے ثقافتی، معاشرتی اور سیاسی کردار، اس کی تاریخ، آئیڈیالوجی، اور صنعت ترجمہ وغیرہ کی روایات وغیرہ کا مطالعہ کیا جانے لگا۔اس طرح مترجم کے کردار پر نئے انداز سے بحث کا آغاز ہوا۔الغرض اس نقطہ نظر کی تبدیلی نے تحقیق کے بہت سے نئے در وا کیے اور تحقیق کا دائرہ کار وسیع تر ہوتا گیا۔اس دور کو مشہور محققین آندرے لیفیور (۱۹۴۵ء۔۱۹۹۶ء) اور سوسن بیسنٹ (۱۹۴۵ء) نے ''ثقافتی موڑ'' cultural turn کا نام دیا[۲] اور یوں ترجمے کے مطالعے کے عروج کے ساتھ ہی ترجمے پر ثقافتی پس منظر کا اثر ترجمے کے حلقوں میں کافی توجہ کا مرکز بن گیا۔آندرے لیفیور[۳]، جنھوں نے متضاد ادب Contrastive Literature کا مطالعہ کیا تھا، اس وقت نمائندہ شخصیات میں سے ایک تھا۔لیفیور کا نظریۂ مکرر تحریر (Rewriting theory) لسانیاتی سطح سے باہر جاتا ہے اور ترجمہ اور ثقافت کے درمیان باہمی تعلق کے ساتھ ساتھ ترجمے پر ثقافتی پابندی پر زور دیتا ہے۔نظریہ مکرر تحریر نظریے، شعریات اور مترجمین کے کیے گئے تراجم پر سرپرستی کے اثرات پر زور دیتا ہے، جو ہدفی زبان کے ممالک (Target Language countries) کی طرف سے ادبی متون کی قبولیت یا رد کا تعین کرتا ہے۔لیفیور کے نظریے نے لسانیاتی سطح سے ترجمے کے مطالعے کو وسیع تر ثقافتی پس منظر میں لا کھڑا کیا ہے۔

ترجمے کے مختلف رجحانات کا اجمالی جائزہ لینے کے بعد، اب آتے ہیں تجزیاتی طریق کی طرف۔ دراصل ''میموریز آف مائی میلانکولی ہورز'' کی متضادانہ تحقیق کو لیفیور کے نظریہ مکرر تحریر کے مفہوم کو ساتھ ملا کر، یہ مطالعہ ثقافتی موڑ اور سماجی عوامل پر توجہ مرکوز کرے گا اور ساتھ ہی مزید تجزیہ کرے گا کہ مذکورہ ناول کا اردو ترجمہ کس طرح نظریہ مکرر تحریر کے دو کنٹرول عوامل، نظریہ اور شعریات، اس ناول پر اثر انداز ہوئے۔

مشہور محقق آندرے لیفیور نے یہ نظریہ پیش کیا کہ ترجمہ محض:

۱۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں مافی الضمیر کی منتقلی نہیں بلکہ ثقافتی تبادلے کا نام ہے۔

۲۔ نقالی نہیں بلکہ ایک تخلیقی عمل ہے جس میں مترجم ہدفی زبان میں نئے سرے سے ایک تحریر تخلیق کرتا ہے۔

اس تخلیقی اور ثقافتی عمل کی کٹھالی میں تیار ہونے والے ترجمے کو اس نے مکرر تحریر rewriting یا انعطاف refraction کا نام دیا۔مکرر تحریر، جس سے مراد ایسا ترجمہ ہے جو ماخذی متن سے ہیئتی، معنوی اور اسلوبی سطحوں پر کسی حد تک مختلف ہو۔اس نے ان عوامل کا بھی جائزہ لیا جو ترجمے پر اثر انداز ہوتے اور مکرر ترجمے یا انعطافی ترجمے کا سبب بنتے

ہیں۔ یہ عوامل مل کر اصل مصنف اور اس کے اسلوب بیان کا ایک خاص امیج ہدفی معاشرے میں پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ درحقیقت، نظریہ مکرر تحریر ثقافتی تبدیلی کا ایک اہم حصہ ہے اور لسانی سطح سے ثقافتی سطح تک مطالعات ترجمہ میں ایک بڑی پیش رفت ہے۔ اسی لیے اس نظریاتی فریم ورک کے تحت محققین خاص تحقیق کر چکے ہیں۔ مغرب میں، اسکالر ایڈون جینٹزلر (Edwin Gentzler,2004)Contemporary Translation Theories نامی کتاب میں مکرر تحریر کے بارے میں مزید نقطہ نظر پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ:

> "Lefevere introduces the concept of "refracted text", that is, a text process for a particular reader,or a text adapted for a particular poetics or ideology, to show how ideology works".(4)

لیفیور مکرر متن (ریفریکٹڈ ٹیکسٹ,refracted text) یعنی کسی خاص قاری کے لیے متن کا عمل یا کسی خاص شعریات یا نظریہ کے لیے ڈھالا گیا متن متعارف کراتا ہے تاکہ یہ دکھایا جا سکے کے نظریہ کس طرح کام کرتا ہے۔ تھیو ہرمینز (TheoHermans,1994) لکھتا ہے کہ:

> "Translation is a way of re-action, but the word seems to:have been abandoned; other forms of rewriting include not only traditional rewriting, summation, imitation, but also editing, anthology, historiography and criticism. They all constitute a form of meditation, a taint and destruction of the image of a work that is insignificant to a poor audience".(5)
>
> (ترجمہ دوبارہ عمل کا ایک طریقہ ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ لفظ ترک کر دیا گیا ہے؛ مکرر تحریر کی دیگر اقسام میں نا صرف روایتی تحریر، خلاصہ، تقلید بلکہ تدوین بھی، مجموعہ، تاریخ نگاری اور تنقید بھی شامل ہیں۔ یہ سب مراقبہ کی ایک شکل، ایک رنگین اور ایک ایسے کام کی شبیہ کو تباہ کرتے ہیں جو بے چارے سامعین کے لئے غیر اہم ہے۔)

الغرض، بہت سے مغربی علما نے لیفیور کے نظریہ مکرر تحریر پر گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ اس نظریے نے ترجمے کے میدان میں کافی شہرت حاصل کی اور بہت اثر انداز ہوا۔ اردو ترجمے کے محققین بھی اردو دنیا میں نظریہ مکرر تحریر اور اس نظریاتی فریم ورک کو اپنے ترجمے کے مطالعے پر لاگو کرنے کے لیے پرعزم دکھائی دیتے ہیں۔ بہر حال، نظریہ مکرر تحریر میں ابھی بھی خاصی تحقیق کی گنجائش موجود ہے۔ "میموریز آف مائی میلانکولی ہورز" اور اس کے اردو ترجمے پر سابقہ مطالعات:

(Previous Studies on Urdu Translation of Memories of My Melancholy Whores)

اردو دنیا میں اس وقت کچھ اسکالرز نے "میموریز آف مائی میلانکولی ہورز" اور محمد عمر میمن کے کیے گئے اردو ترجمے کا مختلف نقطۂ نظر سے تجزیہ کیا ہے اور معاصر مغربی اور لاطینی امریکی فکشن کے ترجمے کے مطالعے کے لیے مختلف تجاویز اور خیالات

فراہم کرنے کی کوشش کی ہیں۔ خالد جاوید کے نقطہ نظر سے گابرئیل گارشیا مارکیز کا کمال یہی ہے کہ زبانی بیانیے کی تمام خصوصیات کو جذب کر کے اس نے روایتی ناول کے سانچے کو توڑ کر رکھ دیا اور دنیا کے ادب کی تاریخ میں اعلی مقام ہمیشہ کے لئے پیدا کر لیا(۶)۔ اجمل کمال کے مطابق: حقیقت کو پوری طرح اپنے شعور اور بیان کی گرفت میں لے آنا اسے تسخیر کر لینے ہی کی ایک شکل ہے۔ مارکیز کی تحریروں میں آپ یہی سحر دیکھیں گے(۷)۔ اگر ان اسکالرز کی کہی ہوئی باتوں اور مذکورہ بالا ناول کے ترجمے کو مزید کھنگالیں، تو کہا جا سکتا ہے کہ ناول میں ترجمے کی سب سے اہم خصوصیت کرداروں کی دیکھ بھال اور تعمیر نو ہے۔ بیانیہ فاصلے کی ایڈجسٹمنٹ کے ذریعے ناول کے کرداروں کی جمالیاتی تولید (aesthetic reproduction) کا ادراک کیا جا سکتا ہے اور مترجم کی مداخلت سے ہونے والی فنی قدر کے نقصان سے بچا جا سکتا ہے۔

بہرحال، مندرجہ بالا ادبی جائزوں کے مطابق اس وقت مذکورہ ناول اور اس کے اردو ترجمے پر محققین بہت محدود ہیں۔ لہٰذا زیادہ جامع انداز میں ایک وسیع زاویہ یا طریق کار اختیار نہیں کیا گیا۔ لیکن پھر بھی درج ذیل سوالات اس مطالعے کی راہنمائی کرتے ہیں:

۱۔ اصل انگریزی کام اور اس کے اردو ترجمے کا نظریاتی فرق کیا ہے؟

۲۔ شعریاتی نقطۂ نظر سے اس ناول کے انگریزی اور اردو متون میں کیا فرق ہے؟

۳۔ مذکورہ ناول اردو دنیا میں کیوں مقبول ہے؟

کوائف کی جمع کی جمع آوری:

اس مطالعے میں یہ اعداد و شمار بنیادی طور پر ۲۰۰۵ء میں منظر عام پر آنے والے مذکورہ ناول اور ۲۰۰۷ء میں محمد عمر میمن کے اردو ترجمے ''اپنی سوگوار بیسواؤں کی یادیں'' کے ورژن سے بھی اکٹھے کیے گئے ہیں؛ ترجمہ جو نظریے اور شعریات کے اثر کی عکاسی کرتا ہے۔ ساتھ ہی ان کے متعلقہ اصل متن کی مثال دی جائے گی اور مندرجہ ذیل حصے میں مثالوں کے ساتھ تفصیل سے تجزیہ کیا جائے گا۔

کوائف کا تجزیہ:

نظریہ مکرر تحریر کے مطابق مترجم اصل متن کے فریم ورک کو توڑ سکتا ہے تا کہ ہدفی قارئین کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔ نظریہ مکرر تحریر کے یہ تین عناصر نظریہ (theory)(۸)، شعریات (poetics)(۹) اور سرپرستی (patronage)(۱۰) ہیں۔ یہ مطالعہ صرف اس بات کی تحقیق کرتا ہے کہ محمد عمر میمن کے اس ترجمے میں نظریہ اور شعریات کو کس طرح دکھایا گیا ہے اور ترجمۂ متن اور اصل متن کے درمیان فرق سے رجوع کیا گیا ہے۔ اشاعت سے متعلق محدود معلومات کی وجہ سے موجودہ مطالعے میں سرپرستی شامل نہیں کی جا رہی۔

نتیجتاً، مندرجہ ذیل باب میں محمد عمر میمن کے اردو ترجمے اور نظریے اور شعریات کے پہلوؤں سے اصلاً انگریزی ورژن کے متضاد تجزیے پر توجہ مرکوز کی جائے گی، جس میں نظریہ مکرر تحریر میں دو اہم عوامل کو تفصیل سے بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی جو ترجمے کے عمل کو متاثر کرتے ہیں اور ساتھ ہی دونوں ورژن کے درمیان فرق کا پتا لگانے کی کوشش کریں گے۔ مندرجہ ذیل اعداد و شمار میں، ناولٹ کے ترجمے کے مطالعے میں لیفیور کے نظریہ مکرر تحریر کے اطلاق کو تفصیل سے ظاہر کیا

گیا ہے:

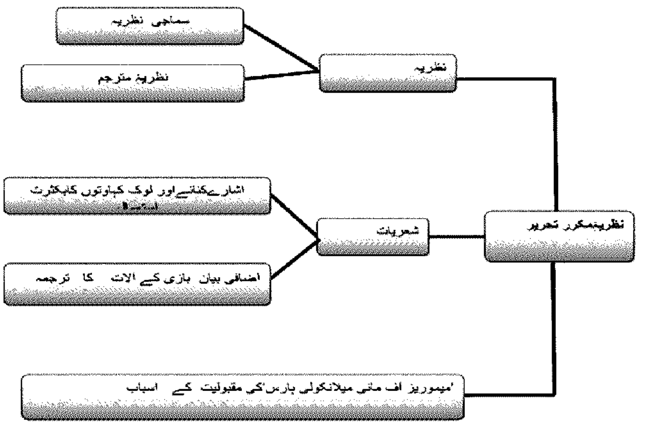

تصویر1۔ ''میموریز آف مائی میلانکولی ہورز'' پر نظریۂ مکرر تحریر کا اطلاق

جیسا کہ اوپر دی گئی تصویر میں دکھایا گیا ہے، یہ مطالعہ نظریہ اور شعریات کے نقطۂ نظر سے محمد عمر میمن کے ترجمے کے ورژن کا تجزیہ کرے گا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ نظریے کو سماجی نظریے اور نظریۂ مترجم میں تقسیم کیا جائے گا، تاکہ ترجمے کے عمل میں سماجی اثر و رسوخ کی وضاحت کی جا سکے اور اصل تصانیف اور ترجمے کے متضاد تجزیے کے ذریعے مترجم کی قدر و قیمت کا رجحان معلوم کیا جا سکے۔ شعریات کے اختلافات کا تجزیہ کرتے ہوئے، یہ مطالعہ شعریات کے تین اجزا یعنی بڑی تعداد میں اشارے کنائے (allusions)، لوک کہاوتوں (folk adages) اور لفاظی (rhetorical devices) پر توجہ مرکوز کرے گا۔ آخری بات یہ ہے کہ یہ مطالعہ ناول کی مقبولیت کے اسباب پر بات کرے گا، جس میں اس ناول کی مکرر تحریر کے ذریعے لائے گئے کچھ خیالات شامل ہوں گے۔

انگریزی اور اردو متون میں نظریے کے باعث فرق:

(The Difference between the English and Urdu Versions Manipulated by Ideology)

جب یہ بحث کی جاتی ہے کے نظریہ ترجمے کو کس طرح محدود کرتا ہے تو لیفیور ایسا پیراگراف پیش کرتا ہے: ترجمے کے طور پر ایک ادبی کام کی تصویر بنیادی طور پر نظریے سے متاثر ہوتی ہے، چاہے وہ مترجم کا اپنا نظریہ ہو یا باہر سے مسلط کردہ نظریہ۔ نظریۂ مترجم کی ترجماتی حکمت عملی، ماخذی زبان کی مباحثی دنیا (جیسے ماخذی زبان کے مصنف سے واقف چیزیں، تصور اور عادات) اور ماخذی زبان کی زبان میں شامل مسائل کے حل کا تعین کرتا ہے۔ اس لیے ترجمے کو سماجی نظریے یا انفرادی نظریے کے نقطۂ نظر سے دیکھنا معنی خیز ہے (۱۱)۔

سماجی نظریے کے ترجمے پر اثرات:

لیفیور اِس نظریے کی تفصیل یوں پیش کرتا ہے: ایک تصوراتی گرڈ (conceptual grid)، جس میں وہ نقطۂ نظر اور رویے شامل ہیں جو ایک مخصوص معاشرے میں ایک مخصوص وقت میں قابل قبول سمجھے جاتے ہیں۔ قارئین، مترجمین کو

اس تصوراتی گرڈ کے ذریعے متن تک رسائی حاصل ہے۔ دوسرے لفظوں میں، اس مطالعے میں نظریہ ان خیالات، عقائد اور رویوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو لوگوں کے طرزِ عمل کو ایک مخصوص سماجی ماحول پر قابو پاتے ہیں (۱۲)۔ ہر سماجی نظریے کا انحصار اس وقت کے سیاسی، معاشی، ثقافتی، تعلیمی تکنیکی اور مذہبی عوامل پر ہوتا ہے۔ ایک مخصوص دور کا ایک مخصوص سماجی نظریہ ہوتا ہے اور ایک ہی دور میں مختلف ممالک کا سماجی نظریہ مختلف ہوگا۔ اور ہر قسم کا سماجی نظریہ بھی اس وقت کی سیاسی اور معاشی سطح کی عکاسی کرتا تھا۔ ایک طرح کی سماجیت کے طور پر ترجمہ فطری طور پر سماجی نظریے سے متاثر ہوتا ہے جو انگریزی اور اردو متون کے درمیان اختلافات کا سبب بنتا ہے۔ مطالعے کا یہ حصہ اس بات کا جائزہ لے گا کہ مترجم کو ہدفی سماجی نظریے کے تحت کس طرح محدود کیا جاتا ہے، تاکہ اصل متن کو دوبارہ لکھا جا سکے، جس سے انگریزی کام اور اردو ورژن کے درمیان زبان کے اظہار میں فرق پیدا ہوتا ہے۔ انگریزی سیاق وسباق کے کچھ تصورات اور اظہار کو ہدفی قارئین آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور قبول کر سکتے ہیں۔ اصل متن سے مندرجہ ذیل اقتباسات مزید وضاحت کے لیے ہیں:

جدول1: ماخذی متن سے کیے گئے ہدفی متنی ترجمے کا سماجی نظریے سے جائزہ

ہدفی متن (Target Text)	ماخذی متن (Source Text)
1. I don't have to say so because people can see it from leagues away:I'm ugly, shy and anachronistic. But by dint of not wanting to be those things Ihave pretended to be just the opposite. **(13)**	۱۔ مجھے کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ لوگ کوسوں دور سے دیکھ سکتے ہیں کہ میں بدصورت ہوں کم آمیز، اگلے وقتوں کا۔ لیکن ان اوصاف سے تنفر ہی کے باعث میں خود کو ان کا الٹ ظاہر کرتا رہا ہوں۔ **(۱۶)**
2. I live in a colonial house,...,where my parents lived and died, and where Ihave proposed to die alone, in the same bed in which Iwas born and on a day that Ihope will be distant and painless. **(14)**	۲۔ میں ایک نوآبادیاتی طرز کے مکان میں رہتا ہوں، جہاں میرے والدین رہے اور مرے، اور میں نے تن تنہا مرنے کا فیصلہ کیا ہے، اسی بستر پر جس میں میں پیدا ہوا تھا اور ایک ایسے دن جو مجھے امید ہے کہ دور بے آزار ہوگا۔ **(۱۷)**
3. When Iwas very young Iheard someone say that when people die the lice nesting in their hair escape onto the pillows, to the shame of the family. That was so harsh a warning to me that Ilet my hair be shorn for school. **(15)**	۳۔ اوائل جوانی میں، میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ جب موت کا وقت آتا ہے تو آدمی کے بالوں میں بسی جوئیں مارے ہیبت کے تکیے کی طرف دوڑتی ہیں، اہل خانہ کو شرمسار کرنے کے لیے۔ یہ ایسی دلدوز تنبیہ تھی کہ میں اسکول کے لیے اپنے بال منڈوانے کے لیے تیار ہوگیا۔ **(۱۸)**

مثال1: مترجم نے کم آمیز اور اگلے وقتوں کا، کو علی الترتیب shy اور anachronistic کے لیے برتا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جبکہ یوروپیوں نے لاطینی امریکہ کے بہت بڑے علاقے میں اپنے پیر جما لیے تھے اور نو آبادیاتی نظام کو قائم کرنے کے لیے ان گنت حربے اور اصولوں کو کام میں لائے تھے۔ تو یقیناً لاطینی امریکا کی عمدہ اخلاقیات پر ان کا اثر تو پڑنا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ لاطینی امریکہ کی پرانی اور اعلیٰ اقدار تیزی سے دم توڑ رہی تھیں اور ان کی جگہ مادہ پرستی، دولت اور جسمانی شکل و شباہت اہمیت کی حامل ہوگئی تھی۔ تو پھر پرانی اقدار کے حامل شخص کو اگلے وقتوں کا کہا جانا بنتا تھا۔ اسی بنا پر مترجم نے مذکورہ بالا لفظوں کی جگہ کم آمیز اور اگلے وقتوں کا، کے الفاظ برتے۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو اردو دنیا میں anachronistic اور shy کو بہترین طور پر بیان کرتے ہیں۔ یہ نا صرف مترجم کے ہوشیار ترجمے کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ اردو دنیا کے سماجی نظریے کے ترجمے پر کنٹرول کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔

مثال2: دراصل لاطینی امریکا لوک کتھاؤں، قصے کہانیوں اور اساطیر کا گہوارہ رہا ہے۔ مزید یہ کہ نو آبادیاتی نظام میں جکڑا ہوا اور ساتھ ہی غریبی، پسماندگی اور ناخواندگی کا شکار بھی۔ اس وجہ سے جو باتیں ہماری نظر میں ضعیف الاعتقادی پر مبنی ہوسکتی ہیں، وہ وہاں کے لوگوں کی نظروں میں حقیقتیں ہی ہیں۔ اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ مارکیز کی نانی اور اس کی تین خالائیں بچپن میں اسے جو عجیب وغریب کہانیاں سناتی تھیں، وہ ان کی نظروں میں روزمرہ کی ایک حقیقت کے سوا کچھ نہ تھیں۔ لہٰذا مصنف نے جس جادوئی حقیقت کو بیان کیا اور اس بیانیے میں جان ڈالنے کے لیے "A Harsh Warning" جیسے الفاظ استعمال کیے تو مترجم نے بھی کمال فن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ''دل دوز تنبیہ'' کو متبادل کے طور پر برتا اور بھرپور انداز میں سماجی نظریے کے ترجمے پر کنٹرول کی عکاسی کی۔

مثال3: سترھویں، اٹھارویں صدی میں اسپین نے لاطینی امریکی ممالک کی قبائلی تہذیب کے تمام قدیم عناصر کو تہس نہس کر دیا۔ ترقی یافتہ بنانے کے نام پر وہاں صنعتیں قائم کیں اور سرمایہ کاری کی، جس کے نتیجے میں وہاں کی قدیم تہذیبیں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں۔ ان کی رسومیات اور عبادت گاہیں تک وجود میں نہ رہیں۔ اگرچہ انیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں ان ممالک میں سے زیادہ تر نے آزادی حاصل کر لی تھی، مگر اب امریکہ کے اپنے تجارتی مفادات کے سبب ایک بدلی ہوئی شکل میں نو آبادیات کا ایک نیا دور بھی شروع ہو گیا تھا، جو کہ اپنے اندر بذات خود بے شمار درد اور آزار رکھتا تھا۔ لہٰذا مصنف کی ایک ایسے دن کی خواہش کہ جو بے شک دور ہو مگر بے آزار ہو، اس کی پر امیدی کو ظاہر کرتی ہے اور دیکھا جائے تو مارکیز کے برتے ہوئے الفاظ distant and painless کو مترجم نے ''دور بے آزار'' کا اردو روپ دیا ہے جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مترجم کو نہ صرف سماجی پس منظر کا خوب ادراک ہے بلکہ اردو دنیا کی معاشرت کے بھی عین مطابق ہے۔

مترجم کے نظریے کے ترجمے پر اثرات:

اوپر بیان کردہ سماجی نظریے کے علاوہ انفرادی نظریہ بھی ترجمے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مترجم ترجمے کے قریب ترین ہے اور مترجم کے نظریے کی تبدیلی کا ترجمے پر بہت اثر پڑے گا۔ یہاں ذاتی نظریے سے مراد ان عقائد کا ایک مجموعہ ہے جو لوگوں کے طرز عمل کو متاثر کرتے ہیں، خاص طور پر وہ جو کسی خاص گروہ کے پاس ہوتے ہیں۔ آگے چل کر ناول کے کرداروں اور ناول کے ترجمے کے عمل میں پیدا ہونے والے کچھ تعلق کے بارے میں ان کے تاثر کو کھوجا جائے گا تا کہ

پورے ناول کے ترجمے پر مترجم کے ذاتی اثرات کا تجزیہ کیا جا سکے۔ درحقیقت، جب محمد عمر میمن نے اس ناول کا ترجمہ کیا تو ان کے پیش نظر یہی تھا کہ ایک فن پارے کی تفہیم کے معاملے میں کسی خاص مفہوم پر اصرار کوئی بہت زیادہ بہت معتبر اور صائب طریقہ کار نہیں۔ اور نہ لسانی فنون کے معاملے میں صحیح اور غیر صحیح پر ضد ہی۔ ہر وہ لفظ جو تخلیقی طور پر استعمال کیا گیا ہو، اپنے میں بڑی ہفت پہلو اور تابدار کائنات کا حامل ہوتا ہے۔ ترجمہ کار اس میں وہی سب دیکھتے ہیں جو ان کے ترجمے کے تجربے کے حسب حال ہو اور اس کے اظہار میں اپنے وقت کی رائج زبان ضروری ترامیم کے ساتھ استعمال کرتے ہیں (۱۹)۔ بہرحال، ان مذکورہ باتوں کے ساتھ ساتھ جب ہم گہرائی سے اس ناول کا جائزہ لیں تو یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ مترجم کو نہ صرف مصنف کے پس منظر کا ایک خاص ادراک ہے بلکہ مصنف کے تحریری انداز کا بھی خاصا پتا ہے۔ اب آیئے ان باتوں کی مزید وضاحت اصل متن سے مندرجہ ذیل اقتباسات کے ذریعے کرتے ہیں:

جدول2: ماخذی متن سے کیے گئے ہدفی متنی ترجمے کا مترجم کے نظریے سے جائزہ

ماخذی متن (Source Text)	ہدفی متن (Target Text)
۴۔ ایک بار مجھے خیال آیا کہ پلنگ کے زائیدہ یہ ماجرے میری گمراہ زندگی کی ازاریوں کے بیانیے کے لئے ایک عمدہ بنیاد کا کام دے سکتے ہیں، اور غیب سے عنوان بھی مجھ پر اتر آیا۔ " اپنی سوگوار بیسواؤں کی یادیں" (۲۲)	4. At one time I thought these bed-inspired accounts would serve as a good foundation for a narration of the miseries of my misguided life, and the title came to meout of the blue: Memories of My MelancholyWhores. **(20)**
۵۔ لیکن فلموں سے زیادہ مجھے ان ننھی منی دختران شب سے دلچسپی تھی جو محض ایک ٹکٹ کی قیمت پر آپ کے ساتھ ہم بستری کے لیے تیار ہو جائیں، یا مفت ہی، یا مستقبل میں ادائیگی پر۔ (۲۳)	5. But whatinterested me more than films were the little birds of the night who would go to bed with you for the price of a ticket, or at no cost,or on credit. **(21)**

مثال کے طور پر 4 میں، ہدفی متن میں مترجم "bed inspired accounts" کو "پلنگ کے زائیدہ ماجرے" مکرر تحریر کرتا ہے، جس سے مترجم کے نظریے کی تصدیق ہوتی ہے۔ دیکھا جائے تو مارکیز کا یہ پہلا ناول ہے جس میں عریانیت کے عناصر بھی ہیں، جس کی تصدیق مذکورہ سطروں سے باآسانی ہو جاتی ہے۔ مگر پھر بھی، مذکورہ بالا bed inspired accounts جیسے خوبصورت الفاظ کے متبادل ''پلنگ زائیدہ ماجرے'' جیسے الفاظ برت کر مترجم نے اپنے تاثرات کا بڑی خوبصورتی سے اظہار کیا ہے۔ اس کے خیال میں مرکزی کردار کی تنہائی کو بیان کرنے کے لیے مصنف نے ایک الگ طریقہ کار اپنایا ہے۔ کردار کا رویہ، لوگوں سے اس کا برتاؤ، اس کی نجی زندگی اور جذبات کو مارکیز نے اس انداز میں پیش نہیں کیا جیسا کہ خالص موجودی ادیب کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر 5 میں، مندرجہ بالا جملے میں مرکزی کردار اس بوڑھے شخص کے دلکش عمل کی عکاسی کی گئی ہے۔ مارکیز کی نظر میں بوڑھے شخص کا بیسواؤں کو 'the little birds of the night' کہنا معنی خیز ہے تو عمر میمن کا ان کو "ننھی منی دختران شب" کہنا اور بھی دل کشی کا حامل بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محمد عمر میمن the little birds of the night کو "رات کے ننھے منے پرندے" کے بجائے "ننھی منی دختران شب" مکرر تحریر کرتا ہے۔ مندرجہ بالا تجزیے سے دیکھا جا سکتا ہے کہ ناول کے ترجمے میں مترجم کے نظریے کا اثر کرداروں کی تشکیل پر پڑے گا، جس کے نتیجے میں ہدفی زبان کے قارئین کو ناول کے کرداروں کی تفہیم حاصل ہوگی۔ ترجمے کے عمل میں مترجم کے نظریے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

شعریات کے ذریعے کیے گئے انگریزی اور اردو متون کے درمیان فرق:

نظریہ مکرر تحریر میں، ترجمہ ایک اور قسم کے کنٹرول نظام کے تحت بھی ہوتا ہے: اور وہ ہے شعریات۔ جیسا کہ نظریہ مکرر تحریر نشاندہی کرتا ہے، ترجمہ انوینٹری جزو اور ادبی نظام میں اس کی عملی قدر دونوں کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اگر ادبی کاموں پر توجہ دینی ہے تو مؤخر الذکر تصور کا اثر ان موضوعات کے انتخاب پر پڑتا ہے جن کا تعلق سماجی نظام سے ہونا چاہیے (۲۴)۔ اس لیے یہ حصہ پہلے اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ اردو دنیا کے مرکزی دھارے کی شعریات کے مطابق اصل متن کے ترجمے میں ترمیم کر کے اس پر گہری تحقیق کیسے کی جائے؟ اصل انگریزی متن کے ساتھ موازنہ کریں تو، اردو ترجمہ مختلف اشارے کنائے، لوک کہاوتوں اور لفاظی سے بھرا ہوا ہے، جو زبان کے اظہار کی مساوات اور زبان کے جمالیاتی عناصر کو مالا مال کرتا ہے۔ پھر مترجم کے ذریعے استعمال ہونے والے ادبی ذرائع پر تبادلہ خیال کیا جائے گا۔ اس حصے کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، یعنی اشارے کنائے اور لوک کہاوتوں کا وسیع استعمال اور لفاظی کا برتنا۔

اشارے کنائے اور لوک کہاوتوں کے وسیع استعمال میں ظاہر کیا گیا فرق:

اصل انگریزی متن کے ساتھ موازنہ کیا گیا جسے سمجھنا آسان ہے۔ اردو ترجمہ اشارے کنائے اور لوک کہاوتوں کا بڑے پیمانے پر استعمال کرتا ہے۔ اشارے کنائے اور لوک کہاوتیں اردو روایتی ثقافت کی دو خصوصیات ہیں۔ اشاروں سے مراد قدیم کہانیاں اور الفاظ ہیں اور لوک کہاوتیں وسیع پیمانے پر مقبول بیانات ہیں، مختصر اور روشن، جن میں سے زیادہ تر کام کرنے والے لوگوں کی طرف سے تخلیق کیے جاتے ہیں۔ وہ لوگوں کی زندگی کے تجربے اور خواہش کی عکاسی کرتے ہیں۔ لوک کہاوتیں لوگوں کے ابلاغ کو مقامی خصوصیات کے ساتھ زیادہ سہل اور دلچسپ بناتی ہیں۔

جدول 3: ماخذی متن سے کیے گئے ہدفی متنی ترجمے کا لوک کہاوتوں کے تناظر میں جائزہ

ہدفی متن (Target Text)	ماخذی متن (Source Text)
6. And a formalistic father who never acknowledged an errorand died in his widowers'bed on the day the Treaty of Neerlandia was signed, putting an end to the War of theThousand Days and the countless civil wars of the previous century. (25)	۶۔ ایک ایسا ظاہر پرست باپ جو کبھی غلطی کا اعتراف نہ کرتا اور اپنے رنڈوے کے بستر میں ٹھیک "معاہدہ نیر لندیا" پر دستخط والے دن فوت ہوا، جس نے "ہزار دن کی جنگ" اور گزشتہ صدی کی ان گنت خانہ جنگیوں کا خاتمہ کیا۔ (۳۱)

7. You have a fool's luck, she said. I found a little thing even betterthan what you wanted. (26)	۷۔ تم کسی الو کی طرح خوش قسمت ہو، وہ بولی۔ میں نے تمہارے لیے ایک چھٹیا ڈھونڈ نکالی ہے، جیسی تم چاہتے تھے اس سے بدرجہا بہتر۔ (۳۲)
8. But there's one drawback:she just turnedfourteen. Idon't mind changing diapers, Isaid as a joke, not understanding her motives.(27)	۸۔ لیکن بس ایک خرابی ہے: ابھی دنوں چودہ سال کی ہوئی ہے۔ مجھے گوموت کے پوتڑے بدلنے میں تامل نہیں، میں نے مذاقاً کہا، اس کے مدعا سے نہ بلد۔ (۳۳)
9. But nobody paid attention to me except for an emaciated mulatto who sat dozing in the doorway of a tenement house.(28)	۹۔ لیکن ایک لاغر ملیٹو (کاکیشیا اور حبشی نسل کے والدین کی مخلوط اولاد) کے علاوہ جو ایک ٹینامینٹ ہاؤس کے قدمچے میں بیٹھا اونگھ رہا تھا، کسی بھی متنفس نے میری طرف توجہ نہیں دی۔ (۳۴)
10. She mocked me, saying:Ah, Maestro, excuse me for living.And turned to business.(29)	۱۰۔ اس نے میرا تمسخر کیا، یہ کہتے ہوئے: آہ، مائسترو، زندہ رہنے پر مجھ سے درگزر کریں۔ اور سودے کی طرف متوجہ ہوگئی۔ (۳۵)
11. So Isurrendered my weapons to her with a formal request for her hand, an exchange of rings, and the announcement of a large wedding before Pentecost.(30)	۱۱۔ سو میں نے رسمی طور پر شادی، انگشتریوں کے تبادلے اور یوم خمیس (Pentecost: ایسٹر کے بعد کا ساتواں اتوار) سے پہلے بڑی دھوم دھام کی شادی کے اعلان کی پیشکش کے ساتھ اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ (۳۶)

اوپر جدول میں موجود مثالوں کے ساتھ ایک چیز مشترک میں پائی جاسکتی ہے: اصل متن مختصر اور براہ راست ہے، جبکہ ترجمہ خصوصیات کے ساتھ بھرپور اور دلچسپ ہے۔

مثال کے طور پر 6 میں War of the Thousand Days اور Countless civil wars of the previous century کو بالترتیب ''ہزار دن کی جنگ'' اور ''گذشتہ صدی کی ان گنت خانہ جنگی'' مکرر تحریر کیا گیا ہے جو لاطینی امریکہ کی بدلی ہوئی شکل پر دال ہے۔ دراصل یہ اشارے ہیں: ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۲ء کے درمیان کولمبیا میں ہوئی ''ہزار روزہ جنگ'' کا جس کے زمانے میں کولمبیا میں انتشار کا دور اپنے عروج تک پہنچ گیا تھا، اور اسپین کی خانہ جنگی اور لاطینی امریکہ میں کچھ مقامات پر قائم شدہ اسپین اور پرتگالی اور کچھ پر فرانس اور نیدرلینڈ کی نوآبادیات کے۔ سترہویں اور اٹھارویں صدی میں جب اسپین اور ان مذکورہ ممالک نے لاطینی امریکہ کے ممالک کی قبائلی تہذیب کے تمام قدیم عناصر کو تہس نہس کیا۔ ترقی یافتہ بنانے کے نام پر وہاں صنعتیں قائم کیں اور سرمایہ کاری کی، جس کے نتیجے میں وہاں کی قدیم تہذیبیں مکمل طور پر تباہ ہوگئیں۔ ان کی رسومیات اور عبادت گاہیں تک وجود میں نہ رہیں۔ اور پھر انیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں ان ممالک میں سے زیادہ تر نے آزادی حاصل کرلی تھی، مگر اب امریکہ کے اپنے کمرشل مفادات کے سبب ایک بدلی ہوئی شکل

میں نوآبادیات کا ایک نیا دور بھی شروع ہو گیا تھا۔اور کچھ اس طریق پر کہ جس کی نہ پیش بینی کی جاسکتی تھی اور نہ خواہش۔

مثال کے طور پر 7 میں، عمر میمن 'found a little thing' کو "چھٹیا ڈھونڈ نکالی ہے" سے مکرر تحریر کرتا ہے، جو کہ محاورتاً بولا جاتا ہے اور جس سے مقامی سطح پر یہ مراد لیا جاتا ہے کہ کم سن اور نوخیز لڑکی ہاتھ لگی ہے، جو کہ کنواری بھی ہو۔ یہ الفاظ اپنے اندر اشارے کنایے کی خاصیت بھی رکھتے ہیں۔ دیکھا جائے تو یہاں ترجمہ اصل سے بھی زیادہ معنی خیز ہے۔

مثال کے طور پر 8 میں "گو موت کے پوتڑے بدلنے میں تامل نہیں" کو Don't Mind Changing Diapers سے مکرر تحریر کیا گیا ہے۔ یہ اردو میں محاورتاً بولا جاتا ہے، جس کا مطلب ہوا کہ کم سن یا بالی عمر سے تعلق استوار کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔

مثال کے طور پر 9 میں، مارکیز نے اصل متن میں mulato برتا جس کے ترجمے میں مترجم نے "ملیٹو" مکرر تحریر کیا اور ساتھ ہی اس اشارے کی مزید تشریح "کاکیشیا اور حبشی نسل کے والدین کی مخلوق اولاد" کی تاکہ ہدفی متنی قارئین باآسانی اشارے کو سمجھ سکیں۔اور یوں یہ ترجمہ اصل سے زیادہ معنی خیز ہو گیا۔

مثال کے طور پر 10 میں turned to business سے "سودے کی طرف متوجہ ہوگئی" کو مکرر تحریر کیا گیا ہے۔ دراصل "سودا" ایک اشارہ ہے، جس کے بولتے ہی اردو دنیا یا ہدفی متن کے قارئین ایک مخصوص معنی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اردو سماج کے لیے "سودے" کا لفظ اشاروں کنایوں میں عورت کے جنسی کاروبار کی طرف دلالت کرتا ہے۔ اسی لیے مترجم نے "business" کے متبادل اسے مکرر تحریر کر کے کمال صناعی کا مظاہرہ کیا ہے۔

مثال کے طور پر 11 میں، مارکیز ماخذی متن میں "Pentecost" ہی استعمال کرتا ہے جبکہ مترجم عمر میمن ہدفی متن میں اسے یوم خمیس کے طور پر مکرر تحریر کرتا ہے اور ساتھ ہی اس اشارے کی مزید صراحت بطور "ایسٹر کے بعد کا ساتواں تہوار Pentecost" بھی کر دیتا ہے جو کہ اصل معنی میں اضافہ ہے۔ دیکھا جائے تو یہ اصل متن سے چھیڑ چھاڑ کے زمرے میں آتا ہے۔مگر اس سے ہدفی متن کا قاری سیاق و سباق کو باآسانی سمجھ بھی پاتا ہے۔

لفاظی کے ذریعے ترجمے میں دکھایا گیا فرق:

اصل متن کا ترجمہ کرتے وقت، عمر میمن ترجمے میں لفاظی کا اضافہ کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل معاملات میں، موصوف ہدفی ادبی نظام کے تحت شعریات کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اصل متن کو مکرر تحریر کرتا ہے۔ تفصیلات درج ذیل ہیں:

جدول 4: ہدفی متنی ترجمے میں لفاظی شامل کرنے کے نتیجے میں پیدا شدہ فرق کا جائزہ

ماخذی متن (Source Text)	ہدفی متن (Target Text)
۱۲۔ ایک بار مجھے خیال آیا کہ پلنگ کے زائیدہ یہ ماجرے میری گمراہ زندگی کی آزاریوں کے بیانیکے لیے ایک عمدہ بنیاد کا کام دے سکتے ہیں۔ (۴۰)	12. At one time I thought these bed-inspire accounts would serve as a good foundation for a narration of the miseries of my misguided life.(37)

13. By this means of course, Ialso learned that theyattributed my inconsolable bachelorhood to a nocturnal pederasty satisfied by orphan boys on the Called del Crimean. **(38)**	۱۳۔ بے شک اسی ذریعے سے مجھے یہ علم بھی ہوا کہ وہ میرے ناصبور تجرد کو شبانہ اغلام بازی پر محمول کرتے تھے جس کی تسکین کالی ہدیل کری مین پر پھرنے والے یتیم لونڈوں سے ہوتی تھی۔ **(۴۱)**
14. The cicadas were chirruping as loud as they could in the two o'clock heat, and the sun's journey past the open windows forced me to move the hammock three times. **(39)**	۱۴۔ دو بجے کی تمازت میں جھینگر اپنی بھرپور قوت سے چرغ رہے تھے، اور کھلے دریچے کے باہر سورج کے سفر نے مجھے تین بار ہیمک کی جگہ تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔ **(۴۲)**

تجزیہ کریں تو، انگریزی متن میں کوئی خاص لفاظی نہیں۔لیکن تمثیل، استعارہ اور مبالغہ آمیزی جیسے لفاظی کرتے ہوئے مترجم ناول کے ترجمے میں ادبی ذائقہ شامل کرتا ہے اور متن کی قابل مطالعہ ہیئت کو بہتر بناتا ہے، جس سے ترجمے کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے اور کامیابی سے اسی طرح کی تصاویر ہدفی قارئین تک پہنچ جاتی ہیں۔

مثال کے طور پر 12 میں، تمثیل کے ذریعے پلنگ کو متشکل کیا گیا ہے، تاکہ راوی کی گمراہ کن زندگی کی کہانیوں کو بیان کیا جا سکے۔ہدفی متن میں عمر میمن bed inspired accounts کی جگہ کردار کے احساسات کو پیش کرنے کے لئے ''پلنگ کے زائیدہ ماجرے'' کہتا ہے جو کہ تمثیل ہے۔

مثال کے طور پر 13 میں I also learned that کا ترجمہ کرنے کے بعد عمر میمن مرکزی کردار کی جنسی کج رویوں پر زور دیتے ہوئے ''ناصبور تجرد کو شبانہ اغلام بازی پر محمول کرنا'' محاورتاً شامل کرتا ہے، جس سے مرکزی کردار کے مخصوص جنسی رویے کا پتہ چلتا ہے۔ترجمہ پڑھتے ہوئے اردو قارئین کو اس بات کا گہرا احساس ہوسکتا ہے کہ اس کردار کو اس عمل کے کرنے سے تفریح کا احساس ہوتے ہوتے انتہائے کار یہ اس کا جزو لازم بن جائے گا۔

مثال نمبر 14 میں، The cicadas were chirruping as loud as they could کا ترجمہ عمر میمن ''دو بجے کی تمازت میں جھینگر اپنی بھرپور قوت سے چرغ رہے تھے'' سے کرتا ہے، اور اس میں اپنی بھرپور فصاحت و بلاغت دکھاتا ہے۔لفاظی کا یہ استعمال اس بات کا غماز ہے کہ مترجم کو زبان پر نہ صرف مکمل دسترس ہے بلکہ اس نے ان آلات کو شامل کر کے ادبی رنگ بھی بھر دیا ہے۔

مندرجہ بالا تجزیے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اصل انگریزی زبان کی نسبت اردو ترجمے میں عمر میمن نے لفاظی برتی ہے جس سے متن کو پڑھنا مزید دلچسپ ہو جاتا ہے۔

ناول کی مقبولیت کی وجوہات:

''میموریز آف مائی میلانکولی ہورز'' معاصر یوروپی اور لاطینی امریکہ کے جنسی حقیقت نگاری اور رومانویت کا

امتزاج لیے ناولوں کا ایک بہترین نمائندہ ہے۔اور بے شمار قارئین اسے جدید ادب کا شاہکار قرار دیتے ہیں۔مارکیز کے اس ناول میں فحش عناصر بھی ہیں تاہم وہ میلان کنڈیرا(۴۳) کے برخلاف جس کے یہاں پورنوگرافی سیاست کی تمثیل یا استعارہ ہے، ناول کے موضوع اور اس کی معنویت میں کوئی اضافہ کرتے نظر نہیں آتے۔مگر اس کے باوجود یہ مارکیز کی ایک اعلیٰ پائے کی تخلیق ہے؛ کیونکہ مرکزی کردار کی تنہائی کو بیان کرنے کے لیے مصنف نے ایک الگ طریقہ کار اپنایا ہے۔کردار کا رویہ، لوگوں سے اس کا برتاؤ، اس کی نجی زندگی اور جذبات کو مارکیز نے اس انداز میں پیش نہیں کیا جیسا کہ خالص موجودی ادیب کرتے ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ، محبت، تنہائی اور موت مارکیز کے پسندیدہ ترین موضوعات ہیں۔محبت کے لیے جسمانی قربت ثانوی شے ہے۔محبت اس سے ماورا ہے۔اسی لیے بار بار مارکیز کی تخلیقات میں محبت سے سامنا تب ہوتا ہے جب جسم بوڑھے ہو رہے ہوں، موت آس پاس بھٹک رہی ہو، اور زندگی بھر مسلط رہنے والی تنہائی ابھی بھی زیادہ دور نہ ہو۔

اس کے علاوہ، اصل انگریزی تصنیف اور اس کے اردو ترجمے میں نظریے اور شعریات میں اختلافات ہیں۔عمر میمن ترجمے کے عمل کے دوران ترجمہ شدہ ورژن کے نظریے اور شعریات کو اردو دنیا کی ترجیحات کے قریب لایا ہے۔یہ بھی ایک اہم وجہ ہے کہ یہ ناول اردو میں مقبول ہے۔

یہ مطالعہ آندرے لیفیور کے نظریۂ مکرر تحریر کا اطلاق کرتے ہوئے مارکیز کے ناول ''میموریز آف مائی میلانکولی ہورز'' کے اردو ترجمے اور اصل انگریزی ورژن کا، نظریہ اور شعریات کے نقطہ نظر سے متضادانہ تجزیہ کرتا ہے۔نظریۂ مکرر تحریر عصری سماجی حقیقت نگاری اور رومانوی ناولوں کے ترجمے کے لیے ایک نیا نقطہ نظر فراہم کرتا ہے، یعنی نہ صرف زبان کی سطح کے نقطہ نظر سے ترجمہ شدہ کاموں کا مطالعہ کرنا بلکہ ماخذی متن پر بیرونی اور ماحولیاتی عوامل کے اثرات پر بھی غور کرنا۔

تفصیلی تجزیے کے بعد، لیفیور کے نظریۂ مکرر تحریر کی رو سے، ''اپنی سوگوار بیسواؤں کی یادیں'' کے عنوان سے عمر میمن کا مارکیز کے ناول کا یہ اردو متن اصل متن کی مکرر تحریر ہے جو نظریہ اور شعریات سے متاثر ہے۔جہاں تک نظریہ کا تعلق ہے، اردو مترجم عمر میمن پر سماجی نظریے کے اثرات اور کرداروں کے بارے میں ان کی سمجھ نے دونوں متون کے درمیان زبان کے اختلافات کو پیدا کیا ہے۔شعریات کے نقطۂ نظر سے، اصل انگریزی متن کی اصطلاحات کو سمجھنا نسبتاً آسان ہے جبکہ اردو مترجم دلچسپی پیدا کرنے کے لئے بڑی تعداد میں اشارے کنائے، لوک کہاوتیں اور لفاظی برتتا ہے۔نظریہ مکرر تحریر کی رو سے، دو متون کا یہ متضاد تجزیہ ناولوں کے ترجمے کے مطالعے کے لیے ایک بالکل نیا نقطۂ نظر فراہم کرتا ہے کیونکہ ترجمے کے مطالعے محض لسانی سطح تک محدود نہیں ہیں بلکہ ثقافت اور معاشرے جیسے بڑی سطح تک بھی ہیں۔

حواشی/حوالہ جات

۱۔ گابرئیل گارشیا مارکیز کی پیدائش ۶/مارچ ۱۹۲۸ء کو کولمبیا کے شہر اراکاتا میں ہوئی۔اس کے والد کا نام گابرئیل ایلیکیو گارشیا تھا اور والدہ کا نام کالوئیسا سانتیا گا مارکیز۔

۲۔ محمد سلمان ریاض، علم ترجمہ سے متعلق رجحانات کا اجمالی جائزہ، مشمولہ: بنیاد، (لاہور: لمز گورمانی مرکز، ۲۰۱۶)، جلد: 7، ص ۴۸۸، ۵۰۴، ۵۰۵

۳۔ آندرے الفونس لیفیور ایک ترجمہ نظریہ ساز تھا۔ انھوں نے یونیورسٹی آف گینٹ سے تعلیم حاصل کی تھی اور پھر ایسیکس یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی۔ جب وہ شدید لیوکیمیا کی وجہ سے انتقال کر گئے تو وہ آسٹن میں ٹیکساس یونیورسٹی میں جرمن مطالعات کے پروفیسر تھے۔

۴۔ ای۔جینٹزلر(Gentzler,E):Contemporary Translation Theories،(شنگھائی:شنگھائی فارن لینگویج ایجوکیشن پریس)

۵۔ ہرمینز،تھیو(Hermans,T)،Translation between Poetics and Ideology:۱۹۹۴ء

۶۔ خالد جاوید،گابرئیل گارشیا مارکیز: فن اور شخصیت،(کراچی:شہرزاد،اشاعت اول،جولائی ۲۰۱۰ء)، ص ۶

۷۔ اجمل کمال،گابرئیل گارشیا مارکیز:منتخب تحریریں،(کراچی:سٹی پریس بک شاپ،اشاعت سوم،مارچ ۲۰۱۱ء)،ص ۳

۸۔ ہر ترجمہ کرنے والے کے دنیا اور اس کے معاملات کے بارے میں ذاتی نظریات و اعتقادات ہوتے ہیں۔ اور ان کا غیر محسوس طور پر اس کی سائیکی پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ ترجمہ کرتے ہوئے لاکھ کوشش کے باوجود یہ نظریات ترجمے میں سرایت کر جاتے ہیں۔ جن سے ترجمہ ماخذی متن کے لکھاری اور مترجم کے نظریات کا مرکب بن کر سامنے آتا ہے۔ الفاظ کے چناؤ اور ساختی ترتیب کے عمیق مطالعے سے کسی ترجمے میں مترجم کے نظریات کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔

۹۔ شعریات(poetics) سے مراد ادب کے بنیادی/ روایتی اصول و ضوابط ہیں جو طے کرتے ہیں کہ کسی ادب پارے کی ہیئت کیا ہوگی۔ ان میں سب سے اہم 'صنف' ہے۔ ہر ادبی صنف کے اپنے لوازمات ہوتے ہیں۔ جیسے شاعری کے لیے قافیہ، ردیف اور افسانے کے لیے اختصار، سسپنس وغیرہ......اور لکھاری (بشمول مترجم) ان کی پیروی کرتا ہے۔

۱۰۔ سرپرستی(patronage) سے مراد وہ افراد یا حکومتی و نجی ادارے ہیں جو ترجمے کی ترویج کے لیے کام کرتے ہیں۔ بادشاہت کے دور میں عموماً بادشاہ ترجمے اور مترجمین کے لیے مربی کا کردار ادا کرتے تھے۔ جبکہ آج کے دور میں حکومتی و تعلیمی ادارے اور نجی ناشرین ترجمے کی سرپرستی میں مشغول ہیں۔ سرپرستی کرنے والے افراد اور اداروں کے اپنے مقاصد اور نظریات وغیرہ ہوتے ہیں، جو مترجم اور ترجمے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ سرپرستی کرنے والے ادارے فیصلہ کرتے ہیں کہ کن کتب کا ترجمہ ہونا ہے اور کیسے ہونا ہے۔ وہ کسی بھی ایسے ترجمے کو جو ان کے نظریات سے میل نہ کھاتا ہو شائع کرنے سے انکار کر سکتے ہیں۔

11. The image of a little work as a translation is mainly influenced by ideology, whether it is the translators'own ideology or the ideology imposed from the outside. Ideology determines the translator's translation strategy, the"discourse world"of the source language)such as things, concepts and habits familiar to the author of the source language. Therefore, it is meaningful to look at translation from the perspective of social ideology or individual ideology.

(Lefevere, A, Translation/History/Culture:A Source book, (London: Roultedge, 1992), P. 14

12. "Aconceptual grid, which contains the viewpoints and attitudes that are considered acceptable in a specific society at a specific time. Readers and translators have access to the text through this conceptual grid. In other words, the Ideology in this study refers to the thoughts, beliefs and attitudes that govern people's behaviors in a specific social environment."

(Lefevere, A. Translation,Rewriting and the Manipulation of Literature Frame, (Shanghai:

Shanghai Foreign Language Education Press, 2004) P. 126-127

۱۳۔ گابرئیل گارشیا مارکیز، *Memories of My Melancholy Whores*، (یو ایس: الفریڈ اے نوف، ۲۰۰۵ء)، ترجمہ: ایڈیڈ گروسمن، ص ۱۶

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۶۔۱۷ ۱۵۔ ایضاً، ص ۲۰۔۲۱

۱۶۔ گابرئیل گارشیا مارکیز، اپنی سوگوار بیسواؤں کی یادیں، (کراچی: شہرزاد، ۲۰۰۷ء)، ترجمہ: محمد عمر میمن، ص ۸

۱۷۔ ایضاً، ص ۸۔۹ ۱۸۔ ایضاً، ص ۱۰۔۱۱

۱۹۔ محمد عمر میمن، مصری کی ڈلی یا سفید چینی: ترجمہ نگاری اور اس کے آزار، مشمولہ: بنیاد، (لاہور لمز، گورمانی سنٹر، ۲۰۱۴ء)، جلد ۵، ص ۱۸۰

۲۰۔ گابرئیل گارشیا مارکیز، *Memories of My Melancholy Whores*، ص ۳۰

۲۱۔ ایضاً، ص ۳۴

۲۲۔ گابرئیل گارشیا مارکیز، اپنی سوگوار بیسواؤں کی یادیں، ص ۱۵

۲۳۔ ایضاً، ص ۱۷

24. "In rewriting theory, translation also takes place under another kind of control system:Poetics. As the rewriting theorypoints out, translation is controlled by both the inventory component and its functional value in the literary system. If attention is to be paid to literary works, the latter concept has an impact on the selection of topics that must be related to social systems''.

Lefevere, A, Translation, Rewriting and the Manipulation of Literature Frame, (Shanghai: Shanghai Foreign Language Education Press, 2004), P. 26

۲۵۔ گابرئیل گارشیا مارکیز، Memories of My Melancholy Whores، ص ۲۶

۲۶، ۲۷۔ ایضاً، ص ۳۶ ۲۸۔ ایضاً، ص ۴۲ ۲۹۔ ایضاً، ص ۴۶ ۳۰۔ ایضاً، ص ۶۲

۳۱۔ گابرئیل گارشیا مارکیز، اپنی سوگوار بیسواؤں کی یادیں، ص ۱۳

۳۲، ۳۳۔ ایضاً، ص ۱۸ ۳۴۔ ایضاً، ص ۲۰۔۲۱ ۳۵۔ ایضاً، ص ۲۳ ۳۶۔ ایضاً، ص ۳۱

۳۷۔ گابرئیل گارشیا مارکیز، Memories of My Melancholy Whores، ص ۳۰

۳۸۔ ایضاً، ص ۳۲ ۳۹۔ ایضاً، ص ۳۴

۴۰۔ گابرئیل گارشیا مارکیز، اپنی سوگوار بیسواؤں کی یادیں، ص ۱۵

۴۱۔ ایضاً، ص ۱۶

۴۲۔ ایضاً، ص ۱۷

۴۳۔ میلان کنڈیرا ایک چیک مصنف ہیں جو ۱۹۷۵ء میں فرانس میں جلاوطنی اختیار کر گئے تھے اور ۱۹۸۱ء میں ایک فطری فرانسیسی شہری بن گئے تھے۔ ۱۹۷۹ء میں کنڈیرا کی چیکوسلوواک شہریت منسوخ کر دی گئی۔